بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ / ۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۹ نبوت ۱۳۶۳ ہش / ۲۹ نومبر ۱۹۸۴ء / نمبر ۲۷۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے صدقِ ایمانی کی مثال کہیں نہیں ملتی

اِس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس قدر عجائباتِ الٰہیہ دیکھے کہ خدا کی ذات پر یقینِ کامل ہو گیا

صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے

"صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ صحابہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آبروؤں کو ..... نہایت اخلاص سے قربان کیا۔ اس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مردِ صادقؐ کا منہ دیکھا تھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفارِ قریش کے منہ سے بھی بے ساختہ نکل گئی اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھ کر اور فنا فی الاطاعت کی حالت اور کمالِ محبت اور دلدادگی کے منہ پر روشن نشانیاں اور اس پاک منہ پر نورِ الٰہی برستا مشاہدہ کر کے کہتے تھے کہ عشق محمد علیٰ ربہٖ کہ محمدؐ اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے اور پھر صحابہؓ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو ہمارے سیّد و مولا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا خدا تعالےٰ کے پیار کو بھی تائیداتِ خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا تب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا ہے اور ان کے دل بول اٹھے کہ وہ خدا اس مرد کے ساتھ ہے۔ انہوں نے اس قدر عجائباتِ الٰہیہ دیکھے اور اس قدر نشانِ آسمانی مشاہدہ کئے کہ ان کو کچھ بھی اس بات میں شک نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جس کا نام خدا ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک امر ہے اور جس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے وہ کام صدق و صفا کے دکھلائے اور وہ جانفشانیاں کیں کہ انسان کبھی کر نہیں سکتا جب تک کہ اس کے تمام شک و شبہ دور نہ ہو جائیں۔" (شہادت القرآن ص۵۰)

"صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شاملِ حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے۔ پس ان معنوں کر کے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالےٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔" (شہادت القرآن ص۵۱)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۸ نبوت / نومبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

عام طبیعت پہلے سے بہتر ہے تاہم کبھی کبھی ٹانگوں میں درد ہو جاتا ہے۔"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ رحیم و کریم شافیٔ مطلق خدا اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت و تندرستی سے رکھے، آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین

• میری والدہ کافی عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار چلی آ رہی ہیں۔ ان دنوں طبیعت زیادہ خراب ہے اور بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں زیرِ علاج ہیں۔ احباب کی خدمت میں ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لیے درخواستِ دعا ہے۔ (محمد غضنفر چٹھہ انسپکٹر مال آمد)

• میرے بڑے بھائی چوہدری منظور احمد ناصر صاحب انسپکٹر مال ملتان ہیں بخار اور گلے کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں جس کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ احباب سے صحتیابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری مقبول احمد خالد دارالعلوم۔ ربوہ)

• اخاکسار کے والد محترم چوہدری علی اکبر صاحب سابق ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ کو ہفتہ عشرہ پہلے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت کی دعائیں قبول کر کے اپنا فضل فرمایا اور طبیعت جلد سنبھل گئی۔ اب ان کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ خاصی بہتر ہے احباب جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے والد محترم کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور کامل صحت و عافیت کے ساتھ ان کا سایہ ہمارے سروں پر دراز کرے۔ آمین۔

(احسان الرحمٰن بسرا کارکن وکالت تبشیر)

• خاکسار کے والد مکرم محمود احمد سعید فاضل کارکن تحریک جدید کو گزشتہ جمعرات و جمعہ کی درمیانی رات دل کا حملہ ہوا اور فوری طور پر فضل عمر ہسپتال لے کر جانا پڑا اور سانس کی تکلیف بھی ہو گئی فوری طور پر آکسیجن لگانی پڑی اب کچھ افاقہ ہے لیکن دل میں درد اور جلن کافی ہے۔ خاندان حضرت اقدس و احباب جماعت سے والد صاحب کی کامل شفایابی کے لیے دعا کی درخواست ہے

(مسعود احمد پاشا دارالصدر غربی ربوہ)

• میرے بہنوئی مکرم کلیم الدین صاحب امینی انگلستان میں بعارضہ آشوب چشم بیمار ہیں تکلیف زیادہ ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ (شیخ نور الحق دارالبرکات ربوہ)

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ
۲۹ نبوت ۱۳۶۳ ہش

اعتدا اور اس کی ہلاکت آفرینی

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ راہ اعتدال سے گزر جانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ راہِ اعتدال سے گزر جانے کو عربی میں اعتداء کہتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حد سے آگے بڑھنا۔ انسان جب بھی اللہ تعالیٰ کی مقررہ حد سے آگے قدم بڑھاتا ہے تو وہ گویا گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا بن جاتا ہے اور اگر وہ اعتداء میں اور زیادہ دلیری اختیار کرے اور توبہ کی طرف مائل نہ ہو تو وہ اپنے آپ کو خدائی عذاب کا مستحق بنا لیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بکثرت اس خبردار فرمایا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝

(البقرہ آیت ۱۹۱، المائدہ آیت ۸۸، اعراف آیت ۵۶)

یعنی اللہ حد سے گزرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حد سے گزرنے کو ظلم اور حد سے گزرنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے اور وہ ظالموں سے محبت نہیں کیا کرتا (الشوریٰ آیت ۴۱) چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور جو لوگ اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں سے باہر نکل جائیں تو (سمجھ لو کہ) وہی لوگ (اصل) ظالم ہیں۔ (البقرہ آیت ۲۳۰)

ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نکل کر دوسروں پر تو ظلم کرتے ہی ہیں۔ وہ اپنے اس اعتداء سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر خود اپنی جانوں پر بھی ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے مزید فرمایا:۔

مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ۔

(الطلاق آیت ۲)

جو کوئی اللہ کی حدود کو توڑ دیتا ہے وہ (خود) اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔

اعتداء کی اس انتہائی مضرت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر (اعتداء کے نتیجہ میں ان سے سرزد ہونے والے گناہوں کی وجہ سے) اپنے متعدد انبیاء کی زبان سے لعنت بھجوائی۔ چنانچہ وہ ان پر پڑنے والی لعنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۔ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ (المائدہ آیت ۷۹)

بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی تھی (اور) یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی اور وہ حد سے بڑھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے سرزد ہونے والے بعض گناہوں کا بھی ذکر کیا جو اعتداء کا نتیجہ تھے اور جس کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔ خدا تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکا اور اس دنیا میں بھی ذلت ان کا مقدر بنے بغیر نہ رہی۔ چنانچہ فرمایا:۔

ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

مِّنَ اللّٰہِ ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ۔ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۶۲)

انہیں ہمیشہ کے لئے ذلیل اور بے بس کر دیا گیا اور وہ اللہ کے غضب کا مورد بن گئے۔ یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرنا چاہتے تھے (اور) یہ (گناہ) ان کے نافرمانی کرنے اور حد سے بڑھے ہوئے ہونے کے سبب سے ان میں پیدا ہو گیا تھا۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نکلنے کی وجہ سے قسم ہا قسم کے گناہوں میں ملوث تھے۔ اسی لئے جب خدا تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ان میں اپنے مامور مبعوث فرمائے تو انہوں نے اعتداء سے باز آنے کی بجائے ان کی بے حد مخالفت کی اور ان کے قتل کے درپے ہوئے۔ ان کے اس ظلم پر اترنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو توڑنے اور کھلے بندوں گناہوں کا ارتکاب کرنے میں بے حد دلیر ہو چکے تھے اور انہیں گوارا نہ تھا کہ کوئی انہیں ٹوکے اور خلاف شرع کرتوتوں سے باز آنے کی تلقین کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتداء کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا:۔

قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ مَثُوْبَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ۔ مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیْہِ وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۔۔ ۔۔۔۔ وَتَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ ۔ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (المائدہ آیات ۶۱، ۶۳)

ترجمہ:۔ تو (ان سے) کہہ کہ آیا میں تمہیں ان (لوگوں) کا حال بتاؤں جن کا بدلہ اللہ کے نزدیک اس (شخص) سے بھی (جسے تم ناپسند کرتے ہو) بدتر ہے وہ (وہ) لوگ ہیں۔ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جن پر اس نے (اپنا) غضب نازل کیا ہے اور جن میں سے (بعض کو) اس نے بندر اور سور بنا دیا ہے اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی ہے ان لوگوں کا ٹھکانا بدتر ہے اور وہ سیدھے راستہ سے پرے درجہ کے بھٹکے ہوئے ہیں ۔۔۔۔ اور تو ان میں سے بہتوں کو دیکھتا ہے کہ گناہ اور زیادتی اور اپنے حرام کھانے (کے افعال) کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ یقیناً بہت برا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ گناہ اعتداء یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو توڑنے اور ان سے باہر نکلنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور اگر قوم میں حدود اللہ کا احترام قائم نہ رہے تو گناہوں کا بند ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے افراد قسم ہا قسم کے معاصی میں مبتلا ہو کر بے دھڑک ان کا ارتکاب کرتے چلے جاتے ہیں۔ دنیا کی محبت ان پر غالب آ جاتی ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں مال حرام کمانے کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں۔ ان میں بری عادتیں اس طرح جڑ پکڑ جاتی ہیں کہ پھر ان کی اصلاح بھی ممکن نہیں رہتی۔ اور اگر کوئی ان کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے خواہ وہ خدا کی طرف سے ہی اس کام پر کیوں نہ مامور ہوا ہو اعتداء کے نتیجہ میں بگڑے ہوئے لوگ اس کی مخالفت پر آمادہ ہو کر اسے ایذا پہنچانے اور اس کے قتل کے درپے ہونے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو مستحق عذاب بنا لیتے ہیں۔

سابقہ امتوں میں سے اعتداء کا ارتکاب کرنے والی قوم کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا بطور خاص ذکر کر کے ان کے عبرتناک انجام کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس اعتداء سے بچنے کی بہت حکیمانہ انداز میں نصیحت فرمائی ہے۔ اعتداء سے بچے بغیر انسان اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ ہی نہیں سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت سے حُسنِ سُلوک

شادی بیاہ کے مُعاملات میں تقویٰ اور قول سَدید کو مُقدم رکھنا ضروری ہے

مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب - بار ایٹ لا - کراچی

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں شادیاں ہوتی ہیں - دنیا کے کسی کونے میں چلے جاویں، کسی مذہب و ملت کو دیکھیں شادی کا رواج ہے - شادی کیا ہے یہ ایک مقدس معاہدہ ہے جس سے ایک بالکل غیر گھر کی لڑکی دوسرے گھر میں آجاتی ہے اور پھر اس کا مرنا اور جینا بھی وہیں ہوتا ہے اور اسکی ساری خوشیاں بھی اسی گھر سے وابستہ ہوتی ہیں جس کو کبھی اس نے دیکھا بھی نہ تھا - غیر اس کے اپنے ہو جاتے ہیں اور اپنے جو ہیں وہ آہستہ آہستہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور اس کے دل میں اپنے خاوند سے ایسی محبت ہو جاتی ہے جو اپنے اندر ایک اور ہی رنگ رکھتی ہے - شادی کی رسومات ہر مذہب و ملت میں مختلف ہیں۔ ہندو مذہب جو بہت پرانا مذہب ہے اس میں ایک مرد اور ایک عورت کو شادی کے بندھن میں باندھنے کے لیے آگ کے ارد گرد پھیرے لگانے پڑتے ہیں۔ اور بعض دوسری رسومات بھی ہوتی ہیں۔ اور اس ساری رسم کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ یہ عورت اس مرد کے لیے حلال ہو گئی اور اس کی نسل قانونی اور مذہبی طور پر نہ صرف جائز ہے بلکہ ایک قسم کی نعمت ہے - اگر کسی عورت کے اولاد نہ ہو تو پھر وہ ہزاروں علاج کرواتی ہے اور اپنے اپنے رنگ میں دعا مانگتی ہے لیکن اگر اسی عورت سے کسی غلطی کی وجہ سے شادی سے پہلے اولاد ہو جاوے تو وہ نہ صرف اس کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہوتا ہے بلکہ سارے خاندان کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے یہی رواج عیسائیوں، یہودیوں، زرتشتیوں مسلمانوں اور پھر ان قبائل میں بھی ہے جو مہذب نہیں کہلاتے - ہر ایک میں مرد کی عفت ایک بڑی چیز سمجھی جاتی ہے عورت خواہ وہ پھیروں سے یا انگوٹھی کے ذریعہ یا کوئی اور رواج سے کسی غیر کی بیوی بنتی ہے اور پھر ایک اور خاندانی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے - پھر جب ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور بڑے ہوتے ہیں تو ان کی شادیاں ہوتی ہیں - پہلے زمانہ میں تو اس مقدس معاہدہ کی بہت قدر ہوتی تھی مگر آج کل ایک مذاق سا بن گیا ہے - بیوی اپنے حقوق ادا نہیں کرتی اور خاوند اپنے حقوق ادا نہیں کرتے - اور یہ ناسور اس شدت سے پھیل گیا ہے کہ آئے دن گھر ٹوٹتے ہیں۔ اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ پہل اور زیادتی خاوند سے ہی ہوتی ہے - جس کے نتیجہ میں بنے ہوئے گھر ٹوٹ جاتے ہیں بیوی گھر سے بے گھر ہو جاتی ہے۔ بچوں کے سر سے ماں باپ کا سایہ اٹھ جاتا ہے ان کی تربیت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا، اور پھر وہ معاشرے کا ایک خراب عنصر بن جاتے ہیں - آوارہ گردی - چوری اور ہر قسم کا جرم ان سے مرتکب ہوتا ہے امریکہ میں اس بارہ میں ماہرین نے تحقیق کی ہے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کی اکثر وجہ میاں بیوی کی لڑائیاں اور پھر بالآخر ان کی جدائی ہوتی ہے - ان لوگوں نے تو باقاعدہ تحقیق کی ہے اور ہزاروں معاملات کا تجزیہ کیا ہے - مگر ہمارے ملک میں جہاں ایسے ادارے نہیں لوگ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بچوں کی آوارگی اور پھر جرائم میں ملوث ہونے کی بڑی وجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی ہی ہے - اس کا اثر نہ صرف اس خاندان پر ہی پڑتا ہے بلکہ اس کی لپیٹ میں دوسرے بچے بھی آجاتے ہیں حکومتیں اور فلاحی ادارے یہ تو کرتے ہیں کہ بچوں کو سزا دے دی جاوے مگر کسی نے اس فتنہ کی اصل وجہ کی طرف توجہ نہیں دی۔ بدی کے بیج کو اگنے تو دیا جاتا ہے مگر جب وہ ایک بڑا درخت بن جاتا ہے - تو پھر اسے تراشنے اور کاٹنے کی کوشش کی جاتی ہے - حالانکہ عقلمندی یہی تھی کہ اس بیج کو اگنے ہی نہ دیا جاتا اور کسی وجہ سے اس کی اگر کونپل نکل بھی آئی تھی تو اس کو وہیں ختم کر دیا جاتا جس طرح ایک اچھا زمیندار - خراب گھاس اور ایسی جڑی بوٹیاں جو فصل کو نقصان دینے والی ہوتی ہیں ان کو پہلے دن ہی ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اچھی فصل کو خراب جڑی بوٹیاں نقصان نہ پہنچا دیں۔ ہمارے معاشرے کو اچھا رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ حالات پیدا ہی نہ ہونے دیئے جاویں کہ جس سے سارا معاشرہ گندا ہو - جہاں بیوی کے تعلقات کو ٹھیک رکھنے کے لیے قرآن کریم نے بعض بنیادی باتوں پر زور دیا ہے - تاکہ یہ حالات پیدا ہی نہ ہوں اور اگر کسی وجہ سے پیدا ہو ہی جاویں تو پھر انکا سد باب بالکل شروع میں ہی ہو جاوے شادی کے بارے میں قرآن مجید کا نظریہ یہ ہے کہ شادی ایک مقدس معاہدہ ہے - اور اسے زندگی بھر نبھانا ہے - پہلی بات تو یہ رکھی کہ مرد اور عورت یا لڑکا اور لڑکی کی مرضی ضروری ہے صرف ماں باپ کا کہنا یا فیصلہ کر لینا ضروری نہیں - پھر یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ جن کا رشتہ ہو رہا ہے وہ کفو ہیں یا کہ نہیں - اگر لڑکی بہت پڑھی ہوئی ہے اور لڑکا جاہل اور اُجڈ ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شادی کامیاب نہ ہوگی - تیسرے رشتہ کسی کے پیسے کے لیے نہیں کرنا - مقدم چیز تقویٰ ہو - باقی چیزیں مثلاً حسن، پیسہ ثانوی حیثیت رکھتی ہوں - رشتہ سے پہلے دعا یا استخارہ کر لینا احسن ہے سب سے زیادہ یہ کہ اس مقدس معاہدہ کے پورا کرنے کے لیے لوگ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں - اگر ذرا بھی کھوٹ ہوا تو پہلے دن سے ہی یہ دیوار کج ہو جاوے گی - دعا وغیرہ کے علاوہ رسول پاک نے فرمایا کہ ظاہری حالات کو بھی پس پشت نہیں ڈالنا چاہیئے لڑکا اگر چاہے تو ایک نظر لڑکی کو دیکھ سکتا ہے یا پھر اس کی تصویر دیکھ سکتا ہے - اسی طرح اگر لڑکی لڑکے کو دیکھنا چاہے تو مناسب طریقہ سے دیکھ سکتی ہے آج کل جو جہیز وغیرہ کے مطالبے ہیں وہ بہت غیر مناسب ہیں جو لڑکی کے ماں باپ خوشی سے اپنی بیٹی کو دینا چاہتے ہیں معاملہ اسی پر رہنے دینا چاہیئے - یہ نہیں کہ چونکہ موٹر نہیں دی گئی یا پھر زیورات کم ہیں یا کپڑوں میں کمی ہے تو بارات واپس جا رہی ہے - یہ غیر قوموں کی رسوم ہیں جو ہم نے طوق بنا کر اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہیں - اسی طرح جہیز کے دکھانے کی رسم بھی معیوب ہے - اس سے ایک قسم کی نمائش کا راستہ کھلتا ہے - اور پھر دوسروں کے لیے بھی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور ایک لڑکی کے باپ کو اتنا زیر بار کر دیتا ہے کہ وہ ساری عمر اس چکر سے نکل نہیں سکتا - اس نے لڑکی تو رخصت کر دی مگر اپنے لیے موت کا گڑھا کھود لیا - میں نے ہندوؤں میں دیکھا ہے کہ ان کی ساری عمریں لڑکیوں کے جہیز بناتے ہوئے گزر جاتی ہیں - بعض تو اپنی لڑکیوں کو ڈولی میں بٹھا نہیں سکتے - جس کے نتیجہ میں بہت سی معاشرتی برائیاں پیدا ہوتی ہیں - اسی طرح حق مہر بھی اتنا نہ ہو جو کہ دیا ہی نہ جا سکے - یا پھر دینے کا ارادہ ہی نہ ہو - بعض حق مہر تو مضحکہ خیز ہیں مثلاً ایک من مکھی کا دودھ - یہ سب باتیں تقویٰ کے خلاف ہیں اور اگر انہیں نہ کیا جاوے تو اس میں بہتری ہے - پھر دوسری رسوم سے بھی اجتناب بہت ضروری ہے - ولیمہ ہی ہے اس میں ہزاروں روپے خرچ ہو جاتے ہیں - حالانکہ ان سب باتوں کے لیے ہمارے سامنے ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے - جس سادگی سے آنحضورؐ نے اپنی شادیاں کیں - اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی کی ایسی مثالیں ہیں جو ہمارے لیے ہمیشہ مشعل راہ ہونی چاہئیں - حقیقی خوشی سادگی میں ہی ہے - اگر لڑکی کو ورثہ میں حصہ ملنا ہی ہے تو اسے اتنے بڑے جہیز کی کیا ضرورت - اپنے وقت پر اس کا حق اسے مل جاوے گا - اور نہ ہی معاشرے میں فتور پیدا ہوگا - اور نہ ہی وہ شادی بہت لوگوں کے لیے خانہ بربادی ہوگی -

جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر بہت حد تک ان طوقوں کو اتار کے پھینک دیا ہے - رخصتانہ کے وقت ایک سادہ سی تقریب ہوتی ہے - جو لوگ اکٹھے ہوتے ہیں ان کا مقصد لڑکی کو اپنی دعاؤں سے رخصت کرنا ہوتا ہے نہ کہ پلاؤ زردے سے اپنے پیٹ بھرنا آپ ایک امیر آدمی کی لڑکی کے رخصتانہ پر جاویں یا غریب کے، دونوں آپ کو کوئی مشروب یا چائے پلائیں گے - اس سے غریبوں کے دلوں کو بھی ٹھیس نہیں پہنچتی اور نہ ہی امیروں کو ایک قسم کے تفاخر کا موقعہ ملتا ہے - ولیمہ جو ایک سنت ہے اس میں بھی فضول خرچی سے اجتناب کیا جاتا ہے - یہ نہیں کہ گھی کی نہریں بہائی جاویں - بعض زمینداروں میں یہ بڑی رسم اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ بیشتر کھانا ضائع جاتا ہے اور اگر کوئی کسی طرح سے اس اسراف سے بچنا چاہے تو عرف العام اس کی ناک کٹ جاتی ہے اور گھر گھر چرچا ہوتا ہے کہ وہ کتنا کمینہ ہے کہ کھانے میں تنگدلی دکھائی -

ایک دوست مجھے بتا رہے تھے کہ ہماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برادری میں لڑکیوں کو سونا ہی اتنی سے سو تولہ تک دیا جاتا ہے۔ اور اخراجات اس کے علاوہ۔ مگر کیا ان سب اخراجات کے باوجود وہ لڑکیاں خوش رہتی ہیں۔ نہیں۔ حقیقت یہ ہے انہیں سے آدھی اپنے گھر واپس آجاتی ہیں اور ساری عمر کے لیے سوہان روح بنی رہتی ہیں۔ جس جنت کی تلاش میں گئی تھیں وہ دوزخ بن جاتی ہے اور پھر خاندانی جھگڑوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جو میانہ روی کی تاکید کی ہے وہی ہمارے معاشرے کے لیے بہتر ہے۔ اصل مقصد تو بچوں کی خوشی ہے نہ کہ اسراف اور خود نمائی۔ اور جو پیچیدگیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں وہ علیحدہ ہیں پھر بہت سے میاں بیوی کے تعلقات جو خراب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ تقویٰ اختیار نہیں کرتے اور قول سدید سے کام نہیں لیتے بیاہ شادی سے پہلے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ۔ بہت حد تک دونوں فریق جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور جب رشتہ ہو جاتا ہے پھر انکو پتہ لگتا ہے کہ ہم سے دھوکا کیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں "قول سدید کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال کے متعلق ایسا فیصلہ کرو جس میں کسی قسم کا دھوکہ اور فریب نہ ہو۔ قول سدید سچائی سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔ سچائی میں بعض اوقات کمی رہ جاتی ہے۔ مگر سداد میں سچ ہی سچ ہوتا ہے"۔

اسی طرح نکاح کے وقت جو دوسری مسنون آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو نفس واحدہ سے پیدا کیا ہے۔ اور اس کی جنس سے ہی جوڑوں کو پیدا کیا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی من مانی کرے۔ اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ رقیب ہے اور وہ دیکھنے والا ہے۔

لوگ نکاح تو پڑھا لیتے ہیں مگر انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے شادی کے رشتے اور اس کے ذریعہ سے دوسرے رشتوں کو کیا اہمیت دی ہے۔ عورت صدیوں سے کمزور ہونے کی وجہ سے ظلم کا نشانہ بنی رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ جب میاں بیوی کا جھگڑا ہوتا ہے تو مرد ہمیشہ عورت سے کہتا ہے "توں ہیں کی میری جُتّی ہی تے ہیں۔ اک لاہی تے دوجی پا لئی"۔ یعنی تمہاری حیثیت پاؤں کی جوتی سے زیادہ نہیں جو ایک اتار کر دوسری پہن لی۔ چنانچہ ہمارے معاشرے میں دیکھا گیا ہے کہ جیسے ہی عورت ان کی تحویل میں آئی اس پر ہر قسم کا ظلم ہونا شروع ہوتا ہے۔ ان کی ایک لونڈی کی بھی حیثیت نہیں۔ ذرا سی غلطی ہوئی مار دھاڑ شروع ہو گئی۔

بات بات پر کہا جاتا ہے کہ میں تجھکو طلاق دے دوں گا یا میں دوسری شادی کر لوں گا۔ یہ ظلم صرف خاوند ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے عزیز بھی کرتے ہیں۔ وہ بے زبان ہے جانوروں کے بھی حقوق ہوتے ہیں مگر اس کے کوئی حقوق نہیں۔ اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہا جاتا ہے بات بات پر طعنے دیئے جاتے ہیں۔ کبھی ماں باپ کا کبھی بھائی بہنوں کا۔ غلطی اگر اس کے کسی عزیز سے ہوتی ہے شامت اس کی آجاتی ہے۔ کھانے کو دیر ہو گئی تو ہنگامہ ہو جاتا ہے یا اگر کھانا خراب ہو گیا تو بھی ہنگامہ بلکہ زدوکوب بھی کیا جاتا اور قیل کو آگ دینے والے خاوند کی بہنیں یا اس کی ماں وغیرہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ انہوں نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا عہد کیا تھا۔ اور ان کو یہ بھی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ رقیب ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور وہ جس وقت چاہے پکڑ سکتا ہے۔ مگر لوگ ہیں کہ وہ اپنے آپ کو فرعون سمجھتے ہیں۔

القصہ عورت کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے کوئی رستہ نہیں سوائے یہ کہ وہ ساری باتیں سنتی رہے۔ اور جل جل کر مر جاوے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب عورت کو اپنے خاوند کے رشتہ داروں سے بدلہ لینے کا موقعہ ملتا ہے تو بعض عورتیں دل کھول کر بدلہ لیتی ہیں۔ اگر اس کی طاقت میں ہوتا ہے تو وہ بیٹے کو ماں سے جدا کر دیتی ہے۔ اور مائیں جنہوں نے بڑی امنگوں سے اپنے بچے کو پروان چڑھایا تھا وہ اس کی شکل دیکھنے کو ترس جاتی ہیں بہنیں بھائیوں کے لیے۔ مگر یہ کس کا قصور ہے۔ قصور اس کا ہے جس نے اس برائی کی ابتداء کی۔ اگر دونوں فریق تقویٰ اختیار کرتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ اصل بات یہ ہے کہ مرد تہار تو بنتے ہیں مگر انہیں کبھی رحمٰن اور رحیم بننے کا خیال نہیں آیا۔ وہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غفور ہے اس کی مغفرت نے کتنے لوگوں کے پردے ڈھکے ہوئے ہیں بعض مرد تو ایسے ہیں کہ دوسرے کے پاس بیٹھ کر بہت چہکتے ہیں مگر جہاں اپنی بیوی کا منہ دیکھا تیوری چڑھالی بات بات میں نقص نکالا خود تو نماز پڑھتے نہیں بیوی سے نماز رہ جاوے تو فوراً کہتے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھی۔ اس کے باوجود اپنے آپ کو نیک سمجھتے ہیں اور بیوی اور اس کے خاندان کو بے دین کہتے ہیں۔

بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکیوں کو اپنے ماں باپ اور دوسرے عزیزوں سے ملنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ کٹ کے رہ جاتی ہیں اور تھوڑا بہت سکون جو ان سے ملنے سے حاصل کر سکتی تھیں وہ بھی ان کو نصیب نہیں ہوتا۔ بعض خاندانوں میں کھانے پینے پر بھی پابندیاں ہوتی ہیں۔ سب لوگ کھا رہے ہوتے ہیں اور گھر کی بہو لب منہ تک رہی ہوتی ہے۔ اس سے ایک طرف تو خفت ہوتی ہے دوسرے اپنی مرضی سے کچھ کھا بھی نہیں سکتی ایک طرح سے اس کی حالت غلاموں سے بھی بدتر ہو جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ جانوروں کو بھی بھوکا رکھا جاوے۔

ایک بات نہیں بلکہ ہزاروں باتیں ہیں خاوند اور اس کے عزیز بیوی کو تنگ کرنے کے لیے نت نئی بات سوچتے ہیں۔ یہ انکو خیال نہیں آتا ہے کہ ان کی بھی بہنیں ہیں۔ اور ان کی بیٹیوں نے بھی کسی دوسرے گھر میں جانا ہے اور پھر خدا کو بھی منہ دکھانا ہے۔ میں بعض ایسی برادریوں کو جانتا ہوں جہاں یہ مسئلہ ہر گھر کا مسئلہ ہے یہ لوگوں کی لڑکیوں کو تنگ کرتے ہیں اور پھر ان کی لڑکیوں کے سسرال ان کو تنگ کرتے ہیں اور ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ان لوگوں کی بیشتر لڑکیاں بہت دکھی ہوتی ہیں۔ اور زیادہ وقت اپنے ماں باپ کے گھر میں ہی گزارتی ہیں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے تقویٰ اختیار نہ کیا۔ اور اس لیے بھی کہ وہ یہ بھول گئے کہ ان کے اوپر بھی ایک خدا ہے۔ کاش کہ وہ رسول پاک کے اسوہ پر عمل کرتے اور آپ کے احکام کو دل سے قبول کرتے۔ اگر وہ چند آیتیں جو رسول پاک نکاح کے موقع پر پڑھا کرتے تھے اپنے پلے باندھ لیتے تو یہ خرابیاں پیدا ہی نہ ہوتیں۔ ان آیات کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ رشتہ داریاں توڑنے سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمکو دیکھ رہا ہے قول سدید کہو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی سے پہلے بھی بعض اصولی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ کوئی آدمی بھائی کے خطبہ یعنی منگنی پر نکاح کا پیغام نہ دے۔ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ وہ اس مرد سے شادی کرے۔ اسی طرح آنحضورؐ نے شغار سے منع فرمایا یعنی کوئی شخص اپنی لڑکی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ دوسرا آدمی اپنی لڑکی کا نکاح اس سے کرے اور دونوں کا حق مہر کوئی نہ ہو۔ پھر آنحضورؐ نے بعض رشتے بھی بتائے جن سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بیویوں سے حسن سلوک کے بارہ میں بہت سے ارشادات فرمائے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا میری وصیت کو قبول کرو عورتوں سے اچھا معاملہ کرو۔ اس لیے کہ یہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہوتی ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جاوے گی اور اگر اسے اپنی حالت میں چھوڑ دو گے تو وہ نہ ٹوٹے گی۔ پسلیاں کسی مصلحت سے اللہ تعالیٰ نے ٹیڑھی رکھی ہیں۔ وہ ہمارے دل اور سینہ کی حفاظت کرتی ہیں ان کی کجی میں بھی ایک حکمت ہے پھر حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ ایک صاحب ایمان مرد ایماندار عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کا ایک فعل اچھا نہیں تو دوسرا فعل اس کا پسند ہو گا۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے بہتر ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ایمان والوں میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل و عیال پر مہربان ہو۔ آنحضورؐ کا اسوہ بھی اپنی بیویوں کے بارے میں ایسا تھا کہ حضورؐ نے کبھی کسی بیوی پر نہ ہاتھ اٹھایا اور نہ ہی ایسا کلمہ کہا جس سے اس کا دل دکھے۔ حضرت عائشہؓ جب عمر میں چھوٹی تھیں۔ تو وہ انکا خاص خیال رکھتے۔ حضورؐ کی آمد پر جب ان کی سہیلیاں چھپ جاتیں تو انہیں ان کے پاس بھجوا دیتے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب حبشیوں نے برچھیوں کا کھیل دکھایا تو آپؐ نے اپنی چادر سے پردہ کر کے ان کو وہ کھیل دکھایا۔

جس طرح مردوں کی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح عورتوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے ذمہ داریاں ڈالی ہیں وہ یہ کہ عورتیں اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کریں کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے ان کی بدنامی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بیویوں سے زیادہ سے زیادہ ناراضگی ایک ماہ کی تھی۔ جب حضورؐ نے ایلا کیا۔ طلاق جو بعض حالات میں ضروری ہو جاتی ہے۔ اس کے بارہ میں حضورؐ نے فرمایا حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے عورتوں سے حسن سلوک کے بارہ میں قرآن میں بھی بہت احکام ہیں جو زیادہ تفصیل سے سورۃ النساء کے شروع میں ہیں وہاں بھی یہی حکم ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ان سے اچھا سلوک کرو اس کے آگے فرمایا اگر تم کسی چیز کو ناپسند کرو تو یاد رکھو کہ بالکل ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سا بہتری کا سامان پیدا کر دے۔

حقیقت یہ ہے انسان جلد باز ہے وہ نہیں جانتا کہ بعض باتوں میں اللہ تعالیٰ نے کیا

(باقی صفحہ ۵ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت الٰہی

مکرم غلام رسول صاحب اعوان۔ ربوہ

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سراپا حُسن ہے اس نے ہر ایک چیز کو حسین بنایا ہے۔ کائنات میں جو حُسن پایا جاتا ہے وہ اس ذات کا پرتو ہے۔ اور انسان کے دل میں جو جذبۂ جمال پسندی ہے وہ بھی حُسنِ ازل ہی کا عطا کردہ ہے۔ وہ حسن فطرت کو دیکھنا چاہتا ہے۔ روزِ ازل سے اُسے یہ تڑپ لگی ہوئی ہے کہ وہ حُسنِ حقیقی کو دیکھے اسی لئے وہ مضطرب اور بے چین ہے۔ وہ کسی چیز میں سکون نہیں پا سکتا۔ اور بعض اوقات اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے دھوکہ میں آکر دنیا کی بعض چیزوں کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ لیکن نتیجہ تکدر اور اضطراب کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ اُسے تو اس وقت راحت ملے گی جب وہ اپنے پیارے خدا کی آغوش میں آجاوے گا اور شربتِ وصل پی لے گا۔

صوفیا اسے رضا بالقضا یا فنا کہتے ہیں اگر عاشق مال جان اور دوسرے دنیاوی تعلقات سے دست بردار نہیں ہوتا تو وہ عاشق کہلانے کا مستحق نہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

لیکن وہ لوگ جو دنیا کی ہر نعمت کو پانے کے لئے بے قرار رہتے ہیں اور ان کے بغیر اپنی زندگی بسر کرنا محال سمجھتے ہیں اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں وہ حُسنِ حقیقی کو کب پا سکتے ہیں۔ رات دن تفریحات سے لطف اندوز ہونے والے اور ہر آن دنیاوی خواہشات اور حیوانی لذات میں جان کھپانے والے اس دلآرام تک کب پہنچ سکتے ہیں۔ ہر ناپاک آنکھ اس سے دور ہے اور ہر ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ چونکہ ان کا نفس دنیا سے آرام یافتہ ہو کر اتنا فربہ ہو جاتا ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ان کے لئے پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دین کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ان کے بجٹ میں گنجائش نہیں اور دینی کاموں کے لئے ان کے پاس وقت نہیں۔ پھر وہ حُسنِ حقیقی کو کب پا سکتے ہیں۔ اس کے پاس پہنچنے کی جو راہیں ہیں وہ تو انہوں نے مسدود کر رکھی ہیں۔ پھر دیدِ دوست کیسے ہو۔ بقول حضرت مسیح موعود جس شخص نے اپنی زندگی کا مقصد کھانے پینے۔ بیوی۔ بچوں اور رات بھر سونے کو سمجھ رکھا ہے وہ تو اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اس نے اپنا مقصود اور معبود صرف خواہشات نفسانی اور لذائذ حیوانی کو بنا رکھا ہے وہ خدا تعالےٰ کو کب پا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اہل نعمت کا جنت میں داخلہ ایسا ناممکن ہے جیسا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا۔ پس حسن ازلی کو تو وہی پا سکتے ہیں جو تہی دستان عشرت ہیں اور اس کے ہر حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ جہاں عشق ہو وہاں قیل وقال نہیں ہوتی۔ حال ہوتا ہے۔ عاشق چاہتا ہے کہ میں اطاعت کی منزل سے نکل کر قرب کی منزل میں پہنچ جاؤں۔ جہاں ہر وقت دیدِ دوست ہو اور اصل دید تو دیدِ دوست ہی ہے رومی نے سچ کہا ہے۔ ؎

آدمی دیداست باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است

اور یہ صحیح ہے کہ جب تک انسان خدا تعالےٰ کی اطاعت میں محو ہو کر فنا نہ ہو۔ اس کا وصال ممکن نہیں "شرط عشق است در طلب مردن"

یہاں تو اس محبت کی ضرورت ہے جو دل میں عشق کا رنگ پکڑ لے اور انسان ہر ایک قسم کی فنا اپنے اوپر وارد کر لے اور دنیا سے دست بردار رہے۔ پس جو منقطعین ہیں ان کے لئے ہی بے حجابی ہے اور قرب کی لذتیں بھی ہیں۔ وہ دوست کو سناتے بھی ہیں اور کبھی سنتے بھی ہیں اور یہ صحیح ہے کہ اسے دیکھنے کے لئے ظاہری آنکھوں کو بند کر کے دل کی آنکھیں وا کرنا پڑتی ہیں۔ تب وہ نظر آتا ہے۔

پس جسے عشقِ حقیقی حاصل ہو اور اس کی لذت بھی ایک بار مل جائے تو وہ دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ عشق میں جو لذت ہے وہ کسی اور شے میں نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کے عشق میں سب سے زیادہ لذت نہ ہوتی تو دنیا میں انبیاء اور صلحاء کا گروہ کیوں تکالیف اٹھاتا۔ ایک عورت کسی پر عاشق تھی۔ اسے کھینچ کھینچ کر لاتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ ماریں کھاتی تھی۔ مگر وہ کہتی تھی کہ مجھے لذت ملتی ہے۔ جب کہ جھوٹی محبتوں اور فسق و فجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونے والے عشق کے اندر مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے۔ تو خیال کرو۔ کہ وہ جو اللہ تعالےٰ کا عاشق ہو۔ اور اس کے آستانہ الوہیت پر نثار ہونے کا خواہشمند ہو۔ وہ تکالیف اور مشکلات میں کس قدر لذت پاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو یہی لذت ملی تھی کہ انہوں نے قدم آگے ہی آگے بڑھایا (ملفوظات جلد ۲)

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وفا اور محبت خدا اور بندے کے درمیان ایک راز ہے اور یہ راز ہر ایک پر نہیں کھل سکتا۔ اس کو وہی جانتے ہیں۔ جو اس کوچہ کے آشنا ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ؎

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس جہاں عشق آجائے۔ وہاں خودی اور خودروی کا کیا کام عشق تو سراپا عجز و نیاز ہے اور اس کا اڑھنا بچھونا تو خاکساری اور انکساری ہے اور جب نفس مٹ جائے اور انکساری آجائے تو نفس اور اس کی خواہشات کہاں رہ سکتی ہیں۔ عقل کی طرح عشق مفاد پرست نہیں۔ عشق کو تو لٹ کر مزا آتا ہے۔ محبت جان دے کر بھی یہی سمجھتی ہے کہ محبت کا حق ادا نہیں ہوا۔ اگر ہزار جان ہوتی۔ تو نثار کر دی جاتی لیکن محب کو اگر کوئی ڈر ہوتا ہے تو صرف محبوب کی ناراضگی کا اور یہی چیز اسے ہر اس فعل سے روکتی ہے۔ جو اس کے محبوب کو ناراض کر دے وہ تو ان راہوں کو ڈھونڈتا ہے۔ جو محبوب کی رضا کی منزل تک لے جانے والی ہوں۔

پس عشق الٰہی ایک زبردست طاقت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ نفس اگر شکست کھاتا ہے تو خدا کی محبت سے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ۔

"میں بے حد کمزور اور ناتواں تھا۔ دنیا کی اصلاح کا کام میرے سپرد ہوا۔ تو میں اپنے اندر اس کو نبھانے کی طاقت نہ پاتا تھا۔ لیکن جو عشق جو شیدا و شدکام کا۔ یعنی عشق نے جوش مارا تو یہ سب کام مجھ سے ہو گئے۔"

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت دل میں پیدا کی جا سکتی ہے۔ انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی چنگاری مخفی ہے اور اس چنگاری کو اللہ تعالےٰ کے احسانات اور ذکر کی ہوا سے شعلہ بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ وہی ذات حسن و احسان کی سرچشمہ ہے اس لئے دل بے اختیار اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدا سے محبت کرنے والا اس کے احسانات کی جلوہ گری دیکھتا ہے اور محبت الٰہی میں بڑھتا چلا جاتا ہے پھر اسے کوئی طاقت اپنے محبوب کے حکم کی اطاعت سے باز نہیں رکھ سکتی۔ وہ ہر آن اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ میں اطاعت کی منزل سے نکل کر قرب کی منزل میں پہنچ جاؤں۔ جہاں ہر وقت بے حجابی ہو اور جلوے ہی جلوے ہوں اور یہی وصال الٰہی ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

"فاذکروا اللہ لعلکم تفلحون"
(الاعراف ۔ ۷۰)

اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تا تم بامراد ہو جاؤ۔

پس محسن حقیقی تو اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ انسان کے ذرہ ذرہ پر اس کے احسانات ہیں۔ اس کی نعمتوں کا شمار ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا محبت کے لائق تو وہی ہے اور کوئی نہیں۔

ہمیں چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے احسانات کو ہمیشہ یاد کرتے رہا کریں۔ اس سے محبت بڑھے گی۔ محبت سے عشق اور عشق سے قرب کی نعمت ملتی ہے۔ جو انسانی زندگی کا اصل مقصود ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سکھلائی ہوئی یہ دعا ہمیشہ ورد زبان رہے۔ اللّٰھم ارزقنی حُبک وحب من یحبک وحب ما یقربنی الیک۔ واجعل حبک احب الیّ من الماء البارد

دعا ہے اللہ تعالےٰ ہماری من کی دنیا کو اپنی یاد اور محبت سے بھر دے۔ آمین۔

(عورت سے حسنِ سلوک بقیہ صفحہ ۴)

کیا بہتریاں مضمر رکھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب کسی صحابیؓ کے متعلق اطلاع ملتی کہ اس نے اپنی بیوی سے اچھا سلوک نہیں کیا اس سے ناراض ہوتے۔ اور زجر فرماتے۔ اس لئے ہونا تو یہ چاہیئے کہ اگر بیوی سے غلطی بھی ہو جاوے تو اس سے درگذر کیا جاوے کجا یہ کہ بغیر کسی غلطی کے ایک ہلڑ مچا دیا جاوے۔ وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اللہ کے اوپر ایک اور ہستی بھی ہے جو جب چاہے ان پر ایسی بلائیں نازل کر سکتی ہے کہ جن سے چھٹکارا ہی مشکل ہو اللہ تعالےٰ حلیم ہے مگر اس کی پکڑ بھی شدید ہے۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میاں بیوی گاڑی کے دو پہیئے ہیں گر ایک ٹوٹا تو دوسرا بھی بے کار ہو جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

میری اہلیہ محترمہ ساجدہ بشریٰ صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ احمد نگر

(مکرم صدیق احمد خان صاحب کلرک ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ مقیم احمد نگر)

میرے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے فوت شدہ پیاروں کا ذکر نیکی کے رنگ میں کرو۔ اس ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ وفات یافتہ لوگوں کی نیکیوں کے ذکر سے دوسرے لوگوں میں نیکی کی تحریک ہو اور اس طرح سے ان کی نیکیوں کے ذکر کو پڑھ کر لوگ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعائیں کریں۔ اس لئے یہ چند سطور اپنی مرحومہ بیوی محترمہ ساجدہ بشریٰ صاحبہ صدر لجنہ احمد نگر کے متعلق لکھ رہا ہوں۔

مرحومہ سخاوت حسین خاں صاحب کی بیٹی اور مکرم الطاف حسین خاں صاحب مرحوم کی پوتی اور محترم امجد خاں صاحب کی بڑی بہو تھیں۔ محترمہ یکم جولائی ۱۹۸۴ء کی رات کو سوتے ہوئے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی نماز جنازہ دوسرے دن چار بجے احمد نگر میں ادا ہوئی۔ جنازہ احمد نگر سے بذریعہ ٹرک ربوہ لایا گیا اور دوبارہ نماز جنازہ البیت المہدی گولبازار میں بعد نماز عصر مکرم نور احمد صاحب کارکن دفتر خدمت درویشاں نے پڑھائی۔ دونوں مرتبہ کثرت کے ساتھ احباب جماعت نے شرکت کی اور قبرستان نمبر ۱ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ کو خدمت سلسلہ کا بچپن ہی سے بڑا شوق تھا۔ جب ناصرات میں قدم رکھا اس کی سیکرٹری رہیں پھر لجنہ میں آئیں تو اس کی بھی سیکرٹری بنیں۔ اس کے بعد لجنہ کی صدر کے انتخاب کے موقعہ پر کثرت رائے کے ساتھ صدر لجنہ احمد نگر منتخب ہوئیں۔ انہوں نے ہمیشہ دین کو دنیا پر ترجیح دی۔ مرکز اور خلیفۂ وقت سے بے حد عقیدت رکھنے والی خاتون تھیں۔ مرکز سے جو بھی مہمان یا علماء کرام احمد نگر میں آتے اکثر ان کا کھانا خود اپنے ہاتھوں سے تیار کرتیں اور بے حد خوشی محسوس کرتی تھیں۔ غریبوں، بیوگان کی ہمدردی اور رحم دلی کا جذبہ ہر وقت دل میں رکھتیں۔ ہر عورت سے خندہ پیشانی سے پیش آتیں۔ لجنہ احمد نگر کا بجٹ ہر سال پوری انتھک کوشش کر کے پورا کرتیں۔ بچیوں کی جماعتی طور پر تربیت کرنا اور جماعتی ہدایات سے توازنا ان کا مشغلہ تھا۔ انہوں نے لجنہ کی تنظیم کو مضبوط اور فعال بنایا اور لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہونے والی کھیلوں اور اجتماعات میں ہمیشہ لجنہ احمد نگر کا نام بلند کیا۔ اور انعامات حاصل کئے۔ ان کی بے پناہ کوششوں کے نتیجہ میں ایک دفعہ ناصرات الاحمدیہ احمد نگر دیہاتی لجنات میں اوّل آئی اور ٹرافی کی حقدار قرار پائی جو ایک سال تک جماعت کے پاس رہی ہر وقت لجنہ کے کاموں کو احسن رنگ میں چلانے کے لئے بہتر سے بہتر تجاویز سوچتی تھیں۔ گھریلو کاموں کو نہایت عمدگی اور سلیقہ شعاری سے سرانجام دیتی تھیں۔ تنگی اور تکلیف میں ہر وقت خدا یاد رہا اور اسی سے مدد چاہی مرکز سلسلہ سے جو بھی چٹھی آتی بروقت تعمیل کرتیں۔ ایک دفعہ مرکز سلسلہ سے ایک ضروری لفافہ آیا اس پر فوری لکھا ہوا تھا۔ اسی وقت پڑھا اور برقعہ پہنا اور اس کی تعمیل کے سلسلہ میں شام کے وقت نکل پڑیں۔ میں نے کہا اب مغرب کا وقت ہے۔ صبح چلی جانا۔ انہوں نے کہا چونکہ لفافہ پر فوری لکھا ہوا ہے اس لئے اس کی تعمیل ابھی کرنی ہے اگر آپ مجھے دینی کام کرنے سے روکیں گے تو میں حضور کو اس امر کی اطلاع کر دوں گی کہ یہ سلسلہ کے کاموں میں میرے ساتھ تعاون نہیں کرتے اکثر مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اگر سلسلہ کے کام کرتے ہوئے مجھے موت آجائے تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔

۳۰ جون کو بڑی خوشی خوشی سے نماز عید الفطر پڑھی اور بیت الذکر احمد نگر میں تمام بہنوں سے لوکل فنڈ اور مقامی فنڈ اکٹھا کیا۔ اسی روز بیت الذکر میں تمام بہنوں اور بچیوں کو عید کی نماز کے بعد خوشی سے ملیں اور بہت خوش تھیں کہ آج ہم نے کافی پیسے اکٹھے کئے ہیں۔ بوڑھی عورتوں کو جو بیت الذکر نہ جا سکیں گھر جا کر عید ملیں اور دعائیں حاصل کیں۔ بعض یتیم بچیوں کو عیدی بھی دی۔ عید کی نماز سے فارغ ہو کر گھر آئیں اپنے رشتہ داروں کو ملیں شام کو میں نے کہا آؤ کھانا کھائیں۔ کہا آج مجھے عید کی خوشی میں بھوک نہیں ہے میرا دل حمد سے بہت بھر گیا ہے۔ آپ اور بچے کھانا کھائیں۔ میں صبح کھا لوں گی رات کو نو بجے بچوں سے کہا کہ آج تم نے اپنی امی سے یہ بھی نہ پوچھا کہ عید کی خوشی میں امی نے کیا کھانا ہے۔ بچے اسی وقت جا کر بوتلیں لائے والدہ کو پلائی اور بچوں نے بھی پیں۔ اکثر مجھ سے کہتی تھیں کہ میں سلسلہ کی خدمت ہی کی وجہ سے زندہ ہوں۔ وفات سے پانچ دن پہلے ان کو دل کی تکلیف ہوئی اسی دن محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب کو ہسپتال جا کر دکھایا انہوں نے چیک کرنے کے بعد مشورہ دیا کہ فوراً ہسپتال میں داخل ہو جاؤ۔ کہا آپ مہربانی کر کے چار پانچ یوم کی دوائیں دے دیں۔ میں عید کی نماز پڑھ کر داخل ہو جاؤں گی۔ کیونکہ عید قریب آرہی ہے میں نے منورات سے چندہ وغیرہ بھی عید کے دن لینا ہے اور دوسرا یہ کہ رمضان المبارک بھی گذر جائے تا کہ میں اپنے خاوند کو پورے روزے بھی رکھوا لوں۔ جب (۱۹۶۵ء) سے میری شادی ہوئی ہے مرحومہ نے اپنی زندگی میں مجھے ہر سال پورے روزے رکھوائے۔ گھر میں کوئی مہمان آتا اس کے آرام کا خاص خیال رکھتیں۔ جلسہ سالانہ پر جو مہمان گھر پر آتے ان کی خدمت کو اپنی انتہائی خوش قسمتی سمجھتیں۔ رات کو پونے تین بجے ہلکی سی بارش ہوئی۔ ہم دونوں چارپائیاں اٹھا کر برآمدہ میں لے گئے اور سو گئے۔ صبح کو بچوں نے اپنی والدہ کو اٹھایا کہ امی جان اٹھو ہمیں کھانا دو بھوک لگی ہے۔ جب وہ نہ جاگیں تو پتہ چلا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہان فانی سے رخصت ہو کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئیں ہیں۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیٹا شہزاد انور خان بیٹی راضیہ بشریٰ اور فرح عالیہ چھوڑی ہیں۔ تینوں بچے ماشاء اللہ سمجھدار اور پڑھتے ہیں۔ ان کی وفات کی وجہ سے مجھ پر اور بچوں پر بڑا اثر ہے۔ میری تمام احمدی بہن بھائیوں اور بزرگوں خاندان حضرت مسیح موعود سے دلی درخواست ہے کہ دعائیں کریں کہ مولا کریم مجھے اور بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور میری بیوی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمارا سب کا محض اپنے فضل و کرم سے حافظ و ناصر ہو۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ اہلیہ محمد عثمان صاحب وصیت نمبر ۱۲۵۸۵ سابقہ پتہ ۵.۵.۶ آر ڈی فنس ڈپو لاہور کے بارہ میں اگر کسی دوست کو علم ہو یا موصیہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے نئے پتہ سے مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

دعائے مغفرت

میرا بیٹا راجہ عزیز احمد بعمر چالیس سال ۱۹ نومبر ۱۹۸۴ء کو اچانک وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۲۰ نومبر کو گولبازار میں مکرم قریشی فضل حق صاحب نے بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم راجہ عبدالحمید صاحب مرحوم کا بیٹا تھا اور حضرت صوفی میاں نبی بخش صاحب کا جو کہ حضرت مسیح موعود کے قدیم رفقاء میں سے تھے پوتا تھا۔ قریباً ۱۵ سال بیمار رہا فالج بیمار رہا۔ پھر خدا نے صحت دے دی۔ ۱۹ نومبر کو اچانک بیمار ہو کر وفات پا گیا۔

تمام احمدی بھائی بہنیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کی مغفرت کرے۔ اور اسے بلند درجات عطا فرمائے۔

(حمیدہ خانم غوری بیوہ راجہ عبدالحمید صاحب مرحوم بنت عبدالخالق خاں صاحب غوری مرحوم انجینئر ۱۳/۱۷ دارالرحمت وسطی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواستہائے دعا

• خاکسار کے والد مکرم چوہدری فضل دین صاحب (سابق فضل شاپ) چند دنوں سے دوبارہ بیمار ہیں۔ پاؤں اور پنڈلیوں پر سوجن ہے نیز کمزوری بہت زیادہ ہے تمام دوستوں اور خاندان حضرت اقدس سے درخواست ہے کہ دعا کریں مولیٰ کریم اپنے فضل سے صحت عطا کرے اور نیکیوں والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین

(مبارک احمد اعجاز۔ گولبازار ربوہ)

• میرا بھانجہ عزیز ملک مبشر احمد ظہیر ابن ملک بشیر احمد صاحب بدین سندھ کو کچھ عرصہ سے بخار آرہا ہے۔ لیاقت ہسپتال حیدرآباد میں زیر علاج ہے۔ نیز والدہ مبشر ظہیر کا تین ماہ قبل گردہ کا اپریشن ہوا تھا انکی صحت بھی ابھی کامل طور پر بحال نہیں ہوئی۔ ہر دو کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(نصر اللہ ملک سمبڑیال)

• استاذی المکرم مولوی بشیر احمد صاحب زاہد آف قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ کے بیٹے عزیزی شاہد تسنیم احمد باجوہ کو کراچی میں سکوٹر کے ایک حادثہ میں چوٹیں آئی ہیں اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں احباب سے عزیز موصوف کی کامل و عاجل شفایابی اور صحت و سلامتی والی زندگی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نذیر احمد خادم)

• مکرم بشیر احمد صاحب دھرمکوٹی سابق محافظ خاص تین چار ماہ سے بیمار ہیں ایک حادثہ میں بائیں ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ابھی تک پلستر لگا ہوا ہے چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

(محمد عاشق کارکن دفتر محاسب)

• میری چچی سیدہ مبارکہ ضیاء کافی عرصہ سے بیمار ہیں احباب کرام سے اُن کی صحت یابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے

(سید محمد اکرم ناز چیپ بورڈ جہلم)

• میرے بھتیجا محمد اکرم وقار ایم۔ بی۔ بی۔ ایس فائنل کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب کرام سے اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مسز اللہ القدیر فاروقی آباد ضلع شیخوپورہ)

• برادرم مکرم مغفور احمد صاحب مربی سلسلہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی والدہ محترمہ (اہلیہ محترم چوہدری مظفر الدین بنگالی صاحب مرحوم) کا نگلے کا اپریشن لاہور میں ہونا ہے۔ ابھی مزید ٹسٹ ہو رہے ہیں خاندان حضرت اقدس اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے نیز خاکسار کے والد محترم چوہدری محمد شریف سابق خادم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ حال نیو یارک ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے بیمار ہیں والد صاحب کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

(طارق محمود جاوید مربی سلسلہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

• میری بیماری رفع ہونے کے لئے اور کمزوری دور ہونے کے لئے احباب جماعت سے خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(منیر احمد معرفت حکیم عبدالرحیم صاحب وسن پورہ لاہور)

• مکرم چوہدری مطیع اللہ صاحب ایڈووکیٹ نارووال کا سب سے چھوٹا بیٹا عمر چھ برس عرصہ ڈیڑھ ماہ سے شدید بیمار ہے بیماری کا زبان پر بھی اثر ہے احباب سے معصوم بچے کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مبارک احمد لبسرا مربی سلسلہ۔ ربوہ)

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ زاہدہ صادق کا نکاح مکرم امیر احمد صاحب رشید ابن مکرم احمد بخش خانصاحب بلوچ ڈیرہ غازیخان کیساتھ مبلغ بارہ ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۱۱/۸۴ کو مکرم نثار احمد خانصاحب مربی سلسلہ نے خاکسار کے مکان پر پڑھا۔ اسی روز شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ دوسرے روز مکرم امیر احمد صاحب رشید نے ڈیرہ غازیخان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا تمام احباب کی خدمت میں اس رشتہ کے دونوں خاندانوں اور جماعت کے لیے بابرکت ہونے کے لیے درخواستِ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو مثمر بثمرات حسنہ بنائے آمین۔

(شیخ محمد صادق ۴۵ تحصیل روڈ علی پور ضلع مظفر گڑھ)

اختیاری اور غیر اختیاری اعمال

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:۔

"پس اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن میں انسان کا اختیار ہوتا ہے اور ایک وہ جن میں کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ قرآن کریم کے سوا دنیا کی کسی اور مذہبی کتاب نے یہ فرق بیان نہیں کیا۔ میں اتنا کام دے سکتا ہوں اگر کوئی الہامی کتاب سے یہ فرق دکھا دے کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک اختیاری اور دوسرے غیر اختیاری۔ اور وہ اعمال جو اختیاری نظر آتے ہیں ان میں بھی ایک حصہ بے اختیاری ہوتا ہے۔ نکاح کے موقعہ پر جو ایک آیت پڑھی جاتی ہے اس میں اس کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (الاحزاب) اے مومنو! سچی اور پکی بات کہہ دیا کرو جو دل میں ہو وہ کہہ دیا کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا۔

سچ بات کہہ دینا خود عمل ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس سے تمہارے اعمال درست کر دیئے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہیں جن کو تم درست نہیں کر سکتے وہ اعمال ایسے ہیں جو تمہارے اختیار میں نہیں ہیں اور تم معذور ہو پھر تمہیں کیا کرنا چاہیئے یہ کہ جو اعمال تمہارے اختیار میں ہیں وہ کر لو اور جو بے اختیاری والے ہیں ان کو ہم کر دیں گے۔"

(خطباتِ محمود جلد سوئم صفحہ ۲۱۱۔ ۲۱۲)

دوسری شادی کرنا

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:۔

"خدا نے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا حکم نہیں دیا۔ انسانوں کو ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ دوسری شادی نہ صرف جائز ہوتی ہے کیونکہ جائز کا تو ہر صاحب ایمان قائل ہے بلکہ ضروری ہوتی ہے۔ قوم کے لحاظ سے یا حدیث کے لحاظ سے ایسی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک انسان دوسری شادی کرے۔ اس لئے جس طرح اس شخص کے لئے جو دو عورتوں میں انصاف نہیں کر سکتا۔ یا ایسی بیویاں نہیں پا سکتا جو بردباری سے گزارہ کر سکیں۔ میں کہوں گا اسے دوسری شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ کرتا ہے تو مجرم ہے۔ اسی طرح جو شخص قومی، تمدنی، مذہبی ضرورت کے وقت دوسری شادی کرنے سے جی چراتا ہے۔ وہ بھی میرے نزدیک ویسا ہی مجرم ہے۔ آگے رہا یہ امر کہ یہ حالات کیا ہوتے ہیں۔ ہر انسان کے متعلق غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے سب سے بڑا قاضی انسان کا اپنا نفس ہے۔ دوسرے لوگ کسی کے متعلق شادی کے بعد فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مگر بہت سے انسان اپنے نفس کے ذریعہ شادی سے پہلے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے بعد انسان کے ذاتی معاملات کا کوئی جج ہے تو وہ اس کا اپنا نفس ہے۔ اس کے لئے کوئی قواعد بیان نہیں کئے جا سکتے خود اس انسان پر اس مسئلہ کا حل چھوڑا جاتا ہے جس کے سامنے یہ پیش ہو کہ وہ اسے حل کرے۔ پھر اگر وہ درست کرے گا۔ لہا ما کسبت اور اگر وہ غلطی کریگا تو علیہا ما اکتسبت....." (خطبات محمود جلد سوئم صفحہ ۱۹۰)

(مرسلہ:۔ نظارت اصلاح وارشاد)

وقفِ جدید دفتر اطفال میں ننھے احمدی بھائی بہنیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں
سیکرٹری وقف جدید
اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی کی تقریب سعید

عزیز مکرم چوہدری ظہیر احمد باجوہ سلمہ ابن محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) اور عزیزہ نائلہ محمود سلمہا بنت مکرم گروپ کیپٹن محمود احمد صاحب باجوہ پشاور کی شادی کی تقریب سعید ۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء کو عمل میں آئی۔

بارات ۲۴ نومبر کو ربوہ سے سروسز کلب طفیل روڈ لاہور کینٹ گئی جہاں محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر دونوں کے نکاح کا اعلان کیا۔ بعدہٗ تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ بارات اسی روز لاہور سے روانہ ہو کر شام کو ربوہ واپس پہنچی۔

اگلے روز ۲۵ نومبر ۱۹۸۴ء کو محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے اپنی کوٹھی واقعہ دارالصدر ربوہ پر وسیع پیمانہ پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا دعوت طعام کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لیے دینی و دنیوی لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے آمین

عشرہ وصولی وقف جدید ۳۰ نومبر تا ۹ دسمبر ۸۴ء

امراء و صدر صاحبان، سیکرٹریان مال، وقف جدید، ذیلی تنظیموں (لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ) کے عہدیداروں سے ضروری گزارش

وقف جدید کے سال رواں کے ختم ہونے میں نہایت قلیل عرصہ باقی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وقف جدید کے چندوں کی وصولی کے لئے ۳۰ نومبر تا ۹ دسمبر ۱۹۸۴ء عشرہ وصولی وقف جدید منایا جائے۔ اس عشرہ میں درج ذیل امور کو خاص طور پر پیش نظر رکھا جائے۔

(۱) ایسے احباب جنہوں نے وقف جدید کے وعدے کئے ہیں مگر ادائیگی نہیں فرما سکے ان کو ادائیگی کے لئے تحریک کی جائے۔

(۲) ایسے احباب جن کی طرف سے نہ تو وعدہ ہے اور نہ کوئی ادائیگی ہی ہوئی ہے ان سے حسب استطاعت وصولی کی جائے۔

(۳) تمام بچے اور بچیاں وقف جدید کے دفتر اطفال میں شامل ہوں جن کے بچوں کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ یکصد روپے یا اس سے زائد ادا کر کے "ننھے مجاہدین" اور "ننھی مجاہدات" کی صفوں میں شمولیت فرمائیں۔

(۴) یہ تسلی کر لی جائے کہ ہر جماعت کے جملہ افراد بڑے اور بچے۔ مرد اور عورتیں تمام کے تمام خدا تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعت کے مطابق وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں۔

(۵) وقف جدید کا ایک اہم کام نگر پارکر میں تعلیم و تربیت کا ہے اس مد کا نام امداد مراکز (نگر پارکر) ہے احباب اس مد میں بھی حسب توفیق ضرور شمولیت فرمائیں۔

(۶) کوشش فرمائیں کہ آپ کی جماعت وقف جدید کی ہر مد میں گزشتہ سال کی نسبت نمایاں اضافہ کے ساتھ قربانی کرے۔

آخری گزارش یہ ہے کہ احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ وقف جدید کا مالی سال برکتوں اور رحمتوں سے اختتام پذیر فرمائے۔ اور اس مالی جہاد میں شامل ہونے والوں کی قربانیاں اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اور اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے آمین۔

(ناظم مال۔ وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

وقف جدید دفتر اطفال

ایک مثالی ننھا مجاہد

احمدی بچہ جو وقف جدید میں ایک صد روپیہ یا زائد ادا کرے وقف جدید کا "ننھا مجاہد" کہلاتا ہے۔ اور اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بغرض دعا پیش کیا جاتا ہے۔ ننھے مجاہدین کی یہ تحریک جب عزیز ناصر احمد ڈھلوں ابن مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ڈھلوں آف دارالصدر غربی ربوہ کو کی گئی تو عزیز نے بہر صورت ننھے مجاہدین کی فہرست میں شرکت کر کے حضور ایدہ اللہ کی خصوصی دعائیں حاصل کرنے کا عزم کر لیا۔ عزیز بہت جلد اس اعزاز کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشادات کے پیش نظر خالصتاً اپنی "جیب خرچ" میں سے ایک صد روپیہ ادا کیا۔ اس غرض کے لئے عزیز گرمیوں کی چھٹیوں میں شدید گرمی میں "فضل عمر نرسری" میں کئی روز تک باقاعدہ جا کر مٹی کی تھیلیاں بھرتا رہا اور اجرت حاصل کرتا رہا۔ بچے نے اپنے آہنی عزم اور سعی پیہم سے بالآخر ایک سو روپیہ کما لیا اور چندہ ادا کر دیا۔

یہ ہے ایک گیارہ سالہ بچے کا عزم۔ احمدی بچے کا عزم۔ ایسے بچے یقیناً یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔

؎ محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز ناصر کو بے انتہا کامیابیوں سے نوازے والدین کے لئے سعادت مند بنائے اور لمبی خدمت کرنے والی زندگی دے

اسی طرح دیگر ننھے مجاہدین کو بھی اللہ تعالیٰ پہاڑ جیسے عزم و حوصلے عطا کرے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔ (سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

ماہنامہ خالد ربوہ
ماہ نومبر ۱۹۸۴ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے ماہنامہ خالد ربوہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اور خریداران و ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں پوری احتیاط کے ساتھ ہر ماہ بھجوایا جا رہا ہے ماہ نومبر ۱۹۸۴ء کا خالد مورخہ ۲۵/۱۱/۸۴ کو خریداران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھجوا دیا گیا ہے۔ جن خریداران کو دس دسمبر ۱۹۸۴ء تک نہ ملے وہ بذریعہ خط اطلاع بھجوائیں۔ انشاء اللہ دوبارہ بھجوا دیا جائے گا۔ (مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
۵-۶-۷ دسمبر
دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے
مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان، کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ: فون: 558

HEARTONE COURSE
مقوی دل کورس
مکمل -/200
آزمائشی -/20
INTERNATIONAL NAME — اردو نام
Hypertension Course 100 — ہائی بلڈ پریشر کورس
Obesity Course 60/- — موٹاپا کورس
Diabetes Course 80/- — ذیابیطس کورس
Kidney Stone Course 150 — پتھری گردہ کورس
Kidney Pain Course 150/- — درد گردہ کورس
Bed Urine Course 30/- — بول بستری کورس
Baby Growth Course 20/- — بے بی گروتھ کورس
Polio Course 120/- — پولیو کورس
Dwarfishness Course 80/- — چھوٹا قد کورس
Body Building Course 30 — باڈی بلڈنگ کورس
Eyesight Course 60/- — کمزوری نظر کورس
Myopia Course 60/- — خرابی نظر دور کورس
Deafness Course 45/- — بہرہ پن کورس
Asthma Course 60/- — دمہ کورس
T.B. Course 50/- — ٹی۔ بی کورس
Leucoderma Course 100 — چھلبہری کورس
ہر کورس کی تفصیلات مفت طلب کریں
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر ہومیو پیتھک کمپنی رجسٹرڈ)
ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷